آتشِ عراق

امریکہ کے ہنگامہ پرداز صدر بش نے سرزمین عراق میں جوحشر بپا کیا ٹھیک ایک سال بعد خود ان کے لئے وبال جان بن گیا ہے۔ ان کا وہ خواب کہ عراقی' اتحادی افواج قاہرہ کا پھولوں کے ہاروں سے استقبال کریں گے چکنا چور ہو چکا ہے۔ ان گنت بم دھماکوں اور لاتعداد خودکش حملوں میں امریکی واتحادی قابض عسا کر بے پناہ جانی نقصان سے دو چار ہو گئے ہیں۔ جدید ترین ہیلی کاپٹروں، ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور دیگر فوجی اموال کی تباہی اس پر مستزاد ہے۔ یہ سلسلہ پوری توانائیوں کے ساتھ جاری وساری ہے اور لگتا ہے کہ تمام غیر ملکی فوجوں کے انخلا تک اس مزاحمتی کردار میں دن دگنی رات چگنی شدت پیدا ہوتی جائے گی۔ نیٹو کے چند رکن ممالک نے عراق سے اپنے فوجی واپس بلانے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ ہسپانوی دستے تو واپس جا رہے ہیں۔ اتحادیوں میں پھوٹ پڑنے سے دارالحکومت اور اس کے گردونواح میں انتہائی غیر یقینی کیفیات پیدا ہو چکی ہیں۔ آئے روز کی متشددانہ کارروائیوں کے نتیجے میں امریکہ و برطانیہ سمیت بدیشی افواج کے مورال کو شدید دھچکا لگا ہے ان میں بددلی کے جذبات روز افزوں ہیں۔ اس کا اندازہ ایک امریکی بھگوڑے فوجی کے بیان سے ہوتا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ:

''مجھے اپنے آئین کی حفاظت کی بجائے پوری دنیا فتح کرنے کی مہم میں جھونکا جا رہا تھا اس لئے میں نے امریکی فوج کو چھوڑ دیا ہے۔''

اتحادی لیڈروں خصوصاً برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر اور صدر امریکہ جے ڈبلیو بش کو اپنے اپنے ملک میں شدید عوامی دباؤ کا سامنا ہے۔ امریکی فوجیوں اور ان کے اہل خانہ نے عراق میں ہلاکت خیز واقعات اور وہاں طویل عرصہ تک تعیناتی سے سخت بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ امریکی فوجیوں میں خودکشی کی شرح حدود سے کہیں متجاوز ہے۔ ان واقعات و حالات کی گردش لیل ونہار کے ساتھ ساتھ اکھاڑ پچھاڑ نے بش ڈاکٹرائن کو ناکام ترین ثابت کر دیا ہے۔ بعض حلیفوں کی طرف سے اپنے فوجیوں کی واپسی کے اعلانات نے اس رائے پر مہر تصدیق ثابت کر دی ہے۔ کئی بین الاقوامی ماہرین سیاسیات اور معتبر تجزیہ نگاروں کا متفقہ اندازہ ہے کہ بش جونیئر کے والد نے بڑی تعداد میں سخت گیر سوچ کے حامل دانشوروں کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا اور انہی کے مشورے سے بہ لطائف الحیل عراق پر جنگ مسلط کر دی تھی یہ لوگ انہیں پورے عراق پر قبضہ کرنے کے لیے کہتے رہے لیکن بوجوہ وہ ایسا نہ کر سکے۔ اب پھر انہی لوگوں کے کہنے پر موجودہ صدر امریکہ نے تباہ کن ہتھیاروں کے نام پر حملہ کر کے عراق کی خودمختاری ہڑپ کر لی۔ دراصل یہ اپنے باپ کی غلطی کا کفارہ ادا کرنا چاہتے تھے جو انہوں نے اس صورت میں کیا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو طویل مدت کے بعد ویت نام جیسی دلدل

میں دھنسا دیا۔ جن مفروضہ الزامات کے تحت یہ شب خون مارا گیا صدام حکومت کے خاتمے کے بعد بھی وہ ثابت نہیں ہو سکے۔ البتہ عراق میں متعین اتحادی افواج کی زندگیاں بری طرح معرض خطر میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کی رائے عامہ موجودہ قیادتوں کی ڈٹ کر مخالفت کر رہی ہے۔ ہسپانوی وزیراعظم اور اسرائیلی صدر انتخابات ہار چکے ہیں جبکہ بش اور بلیئر پر ہر انتخابی جلسے میں کڑی تنقید کی جارہی ہے جس سے بش کی صدارت ڈانواں ڈول ہے۔ امریکی عوام میں یہ سوچ گھر کر چکی ہے کہ مسٹر بش اور ان کے وزیروں مشیروں نے دنیا کی واحد اور طاقتور ترین ریاست کا وقار بلاوجہ داؤ پر لگا کر اسے قوموں کی برادری میں ذلیل وخوار کر دیا ہے انہیں اپنے نظریات میں مثبت تبدیلی لا کر عراق کے حوالے سے پالیسی میں ضروری حد تک اضافہ کر کے فوری طور پر اپنی فوجیں واپس بلا کر وہاں اقوام متحدہ کی نگرانی میں عراق کا اقتدار عراقی زعماء کے سپرد کر دینا چاہیے۔ عالمی طاقت ہونے کی حیثیت سے اسے عالمی امن وسلامتی اور استحکام کے لیے پیشگی حملوں کا راگ الاپنا ترک کر کے اقوامِ عالم کی رائے کو اہمیت دینے کا رویہ اختیار کرنا چاہیے کیونکہ ان کا موجودہ طرز تفکر دنیا بھر میں دہشت و وحشت پھیلانے کا سبب بنا ہے۔ یہ رائے جس قدر صائب ہے اتنا ہی نوکیلا پن اور تشنگی لیے ہوئے ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کو فوری طور پر:

۱) عراق اور افغانستان دونوں ملکوں سے اتحادیوں سمیت نکل جانا چاہیے تا کہ ان کی خودمختاری بحال ہو سکے۔

۲) پیشگی حملوں کا ڈاکٹرائن تبدیل نہیں' سرے سے ختم کر کے دوسرے ملکوں کے معاملات میں ٹانگ اڑانا چھوڑ دینا چاہیے

۳) دہشت گردی کی صحیح اور غیر جانبدارانہ تعریف کا تعین کیا جائے تا کہ کوئی قوم حق تلفی کا نخچیر نہ بن پائے۔

۴) خصوصاً اقوام مسلم کو دھونس دھاندلی سے مرعوب کرنے کی بجائے ان کے اعتقادات کو چھیڑے بغیر ان سے ڈائیلاگ شروع کرے۔

۵) دنیا کے مختلف خطوں میں مسلم غیر مسلم کی تمیز کئے بغیر امریکہ صرف سچائیوں کا ساتھ دے۔

۶) دیگر ممالک کے معدنی وسائل پر قوت کے بل بوتے پر قبضہ کرنے کی روش چھوڑ دے۔

۷) اقوام عالم کی علاقائی خودمختاری اور آزادانہ رائے کا مکمل احترام کرے۔

اگر مندرجہ سات نکات امریکی دانشور ہضم کر سکیں تو امریکہ سے کی جانے والی نفرت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر محبتوں کے بحرِ مواج میں بدل سکتا ہے۔ لیکن ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ اہل عراق بھانپ چکے ہیں کہ مسٹر بش ایک حاطف ہے وہ گریٹر اسرائیل کی نیو اٹھانا چاہتا ہے، وہ مسلمانوں کو کروسیڈ کا نعرہ لگا کر صفحۂ ہستی سے نابود کر دینا چاہتا ہے وہ پوری دنیا کو زیرنگیں کرنے کے لیے مچلا جارہا ہے۔ وہ اہل اسلام پر صرف اس لئے جارحیت کرتا ہے کہ وہ اس کے گھناؤنے مقاصد کی راہ میں سدِ سکندری بنے کھڑے ہیں۔ افغانستان کے بعد عراق کا میدان اس نے اسی مقصد کے لئے منتخب کیا

ہے لیکن وہ بھول چکا ہے کہ غیور افغانوں کی طرح بہادر عراقی بھی کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کی غلامی قبول نہیں کر سکتے ۔ چنانچہ آج ان کی تحریک مزاحمت منظّم طریقے سے روز بروز آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ عراقی سرزمین پر برسائی جانے والی بارود کی برکھا خود اتحادیوں کے لئے آتشِ سوزاں بن چکی ہے۔ عراقی بیدار ہو چکے ہیں، انہیں مسلم حکمرانوں کی ہمہ نوعی بے حسی کی پروا نہیں رہی، وہ اپنا راستہ خود تلاش کر کے اپنی منزل کا تعین کر چکے ہیں وہ اس شاہراہ پر نکل پڑے ہیں جو خون کی طلب گار ہے اور وہ اسے اپنے لہو سے سیراب کر رہے ہیں۔ وہ اندر کے زلزلوں سے ٹوٹے نہیں اس لئے ان کے جھکنے یا بکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ حریت کی بارانِ رحمت کے آرزومند ہیں فرات زیست سے کسی قطرے کی حسرت انہیں بالکل نہیں۔ امریکیوں کی دہشت گردی نے انہیں شعلۂ جوّالہ بنا دیا ہے، ان کی رگوں میں خون نہیں آگ دوڑ رہی ہے۔ اگر اتحادیوں نے اپنی روش نہ بدلی تو کہا جا سکتا ہے مستقبل قریب میں وہ آتشِ عراق میں بھسم ہو کر رہ جائیں گے جس کی ایک جھلک گذشتہ دنوں ساری دنیا میڈیا کے توسط سے دیکھ چکی ہے ساکنانِ عراق کی زبانوں سے اب ایک ہی صدائے رستاخیز بلند ہو رہی ہے ''امریکیو! مشرق وسطیٰ سے نکل جاؤ'' وہ گلی کوچوں اور سڑکوں پر ایک ہی نعرہ لگا رہے ہیں ''آزادی یا موت'' مولانا ظفر علی خانؒ نے شاید ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا تھا ۔

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ جگہ آزادی کی ' یا تخت مقام آزادی کا

محمد عمر فاروق

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل
گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون:0641-462483